

الحیب شورز اینٹریولز انٹریشنل



حج و زیارت

کفایت اور معیار ساتھ ساتھ

ریجیسٹریشن کا سفر



★ مناسک حج و عمرہ سے کمل آگئی

★ حرمین شریفین سے نزدیک ترین رہائش گاہ

★ زیارات مقامات مقدسہ کا بہترین انتظام

★ دیگر شہروں میں جانے کے لئے خصوصی پاس

★ تربیت کا کمل نظام

★ بہترین اور معیاری رہائش گاہ

★ دیگر شہروں میں جانے کے لئے خصوصی پاس

گروپس کے لئے اضافی سرویسات

زیارات

عواق: حضرت آدم۔ حضرت لوٹ۔ حضرت یوسف۔ حضرت یوں۔ حضرت ایوب۔ حضرت ملائیخ۔ حضرت الیاس علیہم السلام۔ حضرت ملائیخ۔

حضرت امام حسین۔ حضرت علیؑ عبد القادر جیلانی۔ امام البغۃ اور 72 شہدائے کربلا کے علاوہ

شام: حضرت میمون۔ حضرت کریم۔ حضرت ابی علیؑ علیہم السلام۔ حضرت ابی حییہ۔ حضرت ابی قکوم۔ حضرت سیدہ نبیت۔ حضرت خالد بن ولید۔

حضرت بالا۔ سید ملا الدین الریبی۔ غیرہ

حج پیکچ

بیشواں تمام اخراجات سوائے طعام

حج پیکچ

بیشواں تمام اخراجات سوائے طعام

بذریعہ شام	بذریعہ روز	چودہ دن	سات دن	ایک دن
40,000	33,000	31,000	28,000	

بذریعہ مرک	کرامی سے بذریعہ جہاز	اسلام آباد/ لاہور	پشاور سے بذریعہ جہاز
85,000	82,000	75,000	

بیکچ مرف 25000 روپے میں پہلے آئیے پہلے پائیے کی نیادی پر
(مشتمل صدور دین)

قریبانی
نیکنگ جاری
قیمت - 300/- ریال فی عدد

AL-HABIB
TOURS & TRAVELS INTERNATIONAL

12۔ العباس مارکیٹ آدم جی روڈ، راولپنڈی صدر۔ موبائل: 0300-9557977

32۔ بل روڈ F-6/3 اسلام آباد فون: 227.5294، 287.3679، فیکس: 287.5889

رسائل وسائل

خاتون ڈاکٹر کے لیے سرجری کی تعلیم

سوال: میں نے حال ہی میں میڈیکل گریجویشن کیا ہے۔ آج کل ہاؤس جاب کر رہی ہوں۔ الحمد للہ پرده کرتی ہوں اور حتی الامکان یہاں کی لغویات سے بچنے کی کوشش ہوتی ہے۔ میں اپنی شناسی کے لیے جزل سرجری لینا چاہتی ہوں۔ ایک تو میرا ذاتی روحانی اس طرف ہے دوسرا یہ کہ اس فیلڈ میں لیڈی ڈاکٹر کی اندھر ضرورت کے باوجود دشید کی ہے۔ خواتین کو مرد ڈاکٹروں سے جسم کے اعضا کا معاملہ کروانا پڑتا ہے۔ اگر خواتین سرجن ہوں تو یہ صورت پیش نہ آئے۔ لیکن سرجری لینے میں جو باتیں رکاوٹ بن رہی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں کہ بچے جزل سرجری پوری ہی لینی ہے۔ اس میں مردانہ زنانہ الگ الگ نہیں ہیں، یعنی پھر مجھے مردانہ جسم کے اعضا کا معاملہ بھی کرنا پڑے گا۔ اگر میں اس میں جاتی ہوں تو پھر رات دن مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑے گا۔ پاکستان میں ایم بی بی ایس کرنے کے لیے، یعنی کسی قابل ہونے کے لیے تقریباً پانچ سال درکار ہیں اور پھر اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے ان تھک محنت کے علاوہ گھروالوں اور معاشرے کا تعاون بھی چاہیے۔

اس صورت میں سوال یہ ہیں کہ: ۱۔ کیا مجھے خواتین کی خاطر سرجری لینا چاہیے یا یہ دوسروں کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی آخرت برہاد کرنے کے مترادف ہوگا؟ ۲۔ اللہ کے سامنے کیا اس کی پوچھ ہوگی کہ جتنا علم حاصل کیا اس پر کہاں تک عمل کیا؟ کیا صرف یہ دینی تعلیم کے لیے ہے یا میں ایم بی بی ایس کی ڈاکٹری لے کر گھر بیٹھ جاؤں تو اس پر بھی لاگو ہوگا؟ سرجری لینے سے میری ذاتی زندگی بھی بہت متاثر ہوگی اور مشرقی لڑکی ہونے کے ناطے میں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ خود نہیں کر سکتی ہوں کہ شادی کے بعد کوئی مجھے پکھ کرنے بھی دے گا یا نہیں۔

جواب: آپ کے خط سے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے ساتھ آپ کو

دین پر عمل کرنے اور دین ہی کی روشنی میں اپنے پروفیشن کا انتخاب کرنے کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنیاد بنا کر ذمہ دارانہ فیصلہ کریں۔

اسلام میں طلب علم اور حصول علم پر جتناز و ریا گیا ہے میرے خیال میں دنیا کے کسی اور نہ ہب نے ایسا نہیں کیا ہے۔ اس حصول علم میں جہاں قرآن و حدیث، سیرت پاک اور فقہ کا علم شامل ہے وہیں دیگر علوم بھی شامل ہیں۔ علم میں اضافہ اور طلب علم کے بارے میں قرآن کا حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تمام علوم کا احاطہ کرتی ہے۔ خصوصی طور پر وہ علوم جوانسانی جان و صحت کا تحفظ کرتے ہیں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر علم طب یا جراحت میں تخصص اس غرض سے حاصل کیا جائے کہ ایک مسلم یا مسلم انسانوں کی خدمت کے ذریعے اللہ کی رضا کا حصول کر سکے تو یہ بخوبی عبادت ہے۔ لیکن حصول علم ہو یا پیشہ و رانہ زندگی، اسلام کی بنیادی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہی اس کا حصول ہوتا چاہیے۔ حیاد دین کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ جسے جانیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حیا کو ایمان کی ایک اہم شاخ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مرد ہو یا عورت بے حیائی کا کام بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں جب ایمان مرد ہو جائے بے حصی طاری ہو جائے اور حیا کو پیش کر رکھ دیا جائے تو پھر ایسا شخص جو کچھ بھی کر گز رے وہ کم ہے۔

مردو زن کو حیا کی زندگی گزارنے اور بے شرمی سے بچانے کے لیے اسلام نے اخلاقی تعلیمات کے ذریعے اس کے خپیر اور قلب و ذہن کو ایسی تربیت دیتی چاہی ہے کہ ہر بے شرمی اور بے حیائی کے کام سے وہ خود بخود رک جائے۔ چنانچہ قرآن کریم شوہر اور بیوی کے تعلقات پر بات کرتا ہے لیکن اس کا اسلوب اور انداز بہمن ازم کی مشہور کتاب جیسا نہیں ہے۔ وہ طہارت کے مسائل بیان کرتا ہے لیکن ایسے انداز میں کہ ایک فرد کو شرمندگی نہ ہو۔ اسی طرح بچے کی پیدائش کے حوالے سے وہ چاہتا ہے کہ ایک خاتون طبیبہ یا دائی اس کام کو کرے۔ گویا ہائی کے شعبے میں تخصص حاصل کرنے، یعنی اپیشلا نریشن کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور خود خواتین کے حوالے سے بھی یہ سمجھاتا ہے کہ اگر ضرورت پیش آئے تو صرف جس حد تک ضرورت ہو جسم کے اتنے حصے کو کھولا جائے۔ یہ نہیں کہتا کہ ایک طبیبہ کو معاشرہ تو کرنا ہے گلے کا اور ایک مریضہ اس کے سامنے پوری عریاں ہو جائے۔ چنانچہ اگر کسی جگہ صرف خواتین ہیں ہوں اور سب ال ایمان ہوں، اس ٹکل میں بھی وہ ایک دوسرے کے سامنے عریاں نہیں آ سکتیں۔

ان تمام واضح تعلیمات کے باوجود فرض کیجیے کہ ایک خاتون دریا میں پھسل کر گر گئی اور آس پاس صرف جبی مرد ہی تیراک ہیں جو اس کی جان بچا سکتے ہیں۔ ایسی ٹکل میں کیا اس بنا پر کہ شریعت غیر محروم کے جنم وہا تھے

لگانے کو حرام نہ ہراثی ہے اس خاتون کو ڈوبنے دیا جائے گا یا ایک اجنبی شخص پانی میں کوکرا سے اپنے ہاتھوں میں لے کر دریا سے نکالے گا؟ یا فرض کیجیے ایک خاتون کے کپڑوں میں آگ لگ جاتی ہے اور گھر کا کوئی فرد پاس نہ ہوتا کیا ایک اجنبی پڑوسی مرد کا فرض نہیں ہے کہ آگ بھانے کے لیے اس پر مکمل ڈال کر شعلوں کو ہاتھ سے دبائے۔ چاہے اس عمل میں وہ اس عورت کے جسم کے بعض حصوں کو حادثاتی طور پر دیکھے بھی رہا ہو؟ گویا شریعت میں ان معاملات میں بھی جہاں واضح حرام طے کر دیا گیا ہے زیادہ اہم معاملات کی بنا پر اس لمحے کے لیے ایک اقدام نہ صرف جائز بلکہ لازمی ہو جاتا ہے۔

میڈیکل پرنسپلز کے دوران اس طرح کے بہت سے واقعات پیش آئتے ہیں جن میں ایک خاتون کو نہ صرف سینے کی حد تک بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جسم کسی طبیب یا سرجن کے سامنے کھولنا پڑتا ہو گا اس وقت اس کی شرم کی کیفیت صرف وہ خود ہی سمجھ سکتی ہے۔ اگر یہ کام پار پار کیا جائے تو یا تو ہر مرتبہ اسی شدت سے شرمندہ ہو گی یا آہستہ آہستہ اس کی عادی ہو کر شرم میں کمی کی مرکب ہو گی۔ دونوں ٹکلوں میں ایمان کا امتحان ہو گا۔ اس کے مقابلے میں اگر ایک خاتون سرجن کے سامنے یہ معاملہ ہو تو مقابلتا کم شرمندہ ہو گی۔ فتنہ کا اصول ہے کہ اگر دو برائیوں میں اختیاب کرنا ہو تو کم تر برائی کو اختیا کرنا چاہیے۔ اس لیے امت مسلمہ پر خواتین سرجن اور ایسی ماہرین کا پیدا کرنا جو خواتین کے مخصوص طبی مسائل پر گھری نگاہ رکھتی ہوں ایک فرض کفایہ ہے۔ اگر چند ایک خواتین یہ نہ کریں گی تو تمام امت پر گناہ ہو گا، اور اگر چند خواتین ہر معاشرے میں ان میدانوں میں تخصص اختیار کریں گی جن کا تعلق خواتین کے مخصوص مسائل سے ہو تو وہ خدا اور دوسرے بھی گناہ سے فیض جائیں گے۔

جبیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ایک خاتون سرجن بھی جسے دن میں امرتبہ خواتین کے مخصوص اعضا کا معافی کرنا پڑتا ہو یہ کام کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دی کے احساس کے ساتھ بطور مجبوری اور بطور فرض اس کام کو کرے گی۔ وہ اپنی حیا اور دوسروں کی حیا کا پورا پاس کرتے ہوئے حتی الامکان نہ ہوں اور دماغ کو ان مناظر کا عادی نہیں بنائے گی۔

دوسرے سوال جو آپ نے اٹھایا ہے وہ خالص ذاتی نوعیت کا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہاں ایک طرف طبی ماہرین اور سرجنوں کی شدید ضرورت ہے وہاں عملاً صورت حال کچھ ایسی ہے کہ ایم بی بی ایس کے بعد جب ایک لڑکی پانچ سال تک فلیو شپ مکمل کرتی ہے تو گھر والے یا شہر یا خود اس کے اپنے حالات بچھن کی تربیت کے حوالے سے اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ تمام تربیت اور مہارت کو ایک جانب رکھ کر صرف ایک کامیاب یہوی اور ماں بن کر اپنے آپ کو مطمئن کر لے۔ میرے خیال میں اس مسئلے کا کوئی منطقی حل جو یہ نہیں کیا جاسکتا۔ سب سے پہلے یہ ہات آپ کو طے کرنی ہو گی کہ آپ کے گھر میں کیا روایت ہے اور جہاں آپ

کے والدین آپ کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں وہاں کیا روایت ہے؟ ظاہر ہے کہ ازدواجی زندگی تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے اور اسے پروفیشن پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔

پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا آپ کے علاوہ دیگر طالبات اس شخص کو اختیار کر رہی ہیں جس سے خواتین کو ڈاکٹر کے سامنے شرمندگی نہ ہو؟ اگر کچھ اور طالبات یہ کر رہی ہیں تو آپ پر یہ فریضہ عائد نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی بھی اس جانب مائل نہ ہو تو کسی کام کرنا ہو گا تاکہ مرد ڈاکٹروں کے سامنے خواتین کے حیا کے تقاضے مجرور نہ ہوں۔

اس شخص کے حصول میں اگر آپ کو مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑے اور اس کا کوئی مقابل نہ ہو تو شریعت میں اس کے لیے "ضرورہ" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اور ذریعہ نہ ہو تو ایسا کرنا اس وقت تک جائز ہو گا جب تک مقابل ذریعہ پیدا نہ ہو جائے یعنی ایسی ماہر فن خواتین ڈاکٹر آپ کو نہیں جائیں جو اس فن کو آپ کو سکھائیں۔ اگر کوئی میڈیکل کالج ایسا ہو جہاں پر خواتین معلمات ہوں اور وہ اس میدان میں ماہر ہوں تو آپ پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہاں جا کر حصول علم کریں۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس علم کے لیے جب آپ کو یہ کام خواتین کی فلاں کی غرض سے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بے حیائی سے بچانے کے لیے سکھنا ہے، "محجور" ہونے کے سبب اس پر کوئی گرفت نہیں ہوئی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی نیت کا علم سب سے زیادہ ہے اور وہ حالت اضطرار میں کسی کام کے کرنے سے بھی پوری واقفیت رکھتا ہے۔ ہاں اس کے باوجود استغفار کا کثرت سے کرنا اور ایسے مناظر کے بعد ہیں کو بار بار یاد دلانا کہ یہ سب کچھ صرف اللہ کی بندیوں کو شرمندگی سے بچانے کے لیے کیا جا رہا ہے، ان شاء اللہ اجر میں اضافے کا باعث ہو گا۔

طب اور فقہ دو ایسے علوم ہیں جن میں اپنی طبیعت اور ذاتی روحانی کے خلاف بعض معاملات کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک ایک فقیہہ طہارت اور ناپاکی کے مسائل کو تفصیلات میں جا کر مطالعہ نہ کر لے ان مسائل پر رائے نہیں دے سکتی۔ ایسے ہی طبیب کے لیے بہت سی ناخوش گوار باتوں کا مطالعہ کرنا، حتیٰ کہ ناخوش گوار مناظر کا دیکھنا ایک مجبوری ہے اور ایسے تمام مواقع پر بار بار اللہ تعالیٰ سے مدد اور مغفرت طلب کرتے رہنا ہی انسان کو صراط مستقیم اور عمل صالح پر قائم رکھ سکتا ہے۔

آپ نے اپنے خط میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے مجھے یقین ہے ان شاء اللہ اگر آپ نے طے کیا کہ سرجری میں اسپیشلا نرزرک لیں یا آپ نے کسی اور شعبے میں جانے کا طے کیا، بہر صورت آپ ایک ایک مشابی اور باکردار صاحب ایمان طبیبہ کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کریں گی اور دوسروں کے لیے ایک قابل تقلید مشابی پیش کر سکیں گی۔ شادی کے بعد آپ اور آپ کے شوہر ہا ہمی مشورے سے طے کر سکتے ہیں کہ آپ کتنا وقت اپنے